نمونۂ کلامِ

اعلم العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ آقا السید سبط حسین نقوی جائسی رحمہ اللہ

نسیم گشت میں ہے بلبلوں کا پہرا ہے — یہی سبب ہے کہ پھولوں کا رنگ ٹھہرا ہے
اک آہ بھری کس نے مرقد میں قیامت کی — مٹی ابھر آئی ہے بیٹھی ہوئی تربت کی
اب آئے ہو بالیں پر حد ہوگئی غفلت کی — جب ڈوب چکیں نبض بیمار محبت کی
صحرا میں بگولوں نے دل تھام لیا اپنا — اف کہہ کے جو گرد اٹھی بیٹھی ہوئی تربت کی

منظور نظر حق کو از بسکہ تقابل تھا — دونوں کی زمانے پر یوں فرض مودت کی
گر نام جپا جائے دنیا میں ید اللہ کا — تسبیح پڑھی جائے خاتونِ قیامت کی

نگاہوں میں کھپے کیا خاک ساقی رنگِ میخانہ — کہ چشم بے مروت کی طرح خالی ہے پیمانہ
نیاز و ناز میں ڈوبا ہوا ہے رنگِ میخانہ — صراحی سر جھکائے ہاتھ پھیلائے ہے پیمانہ
ترے دست حنائی نے بنایا ایسا دیوانہ — ہتھیلی پر لئے پھرتا ہے اپنی جان پروانہ
پلا رندانِ مے آشام کو بھر بھر کے پیمانہ — یہ کیسا بخل ساقی، پھول کو کانٹے میں تلوانا
دکھاکر جا چکی جب لیلئ شب نازِ جانانہ — عروس صبح نے گھونگھٹ اٹھایا بے حجابانہ
صدا الحمد کی آتی ہے اوراقِ گل تر سے — بنا ہے غنچہ غنچہ باغ کا تسبیح کا دانہ
یہ کون انگڑائیاں لے لے کے گذرا طور سے موسیٰ — بقدر قوت دیدار دیکھا اور نہ پہچانا

بت بھی اس حسنِ خدا ساز پہ قرباں ہوجائے — کافر آنکھوں کو جو دیکھے تو مسلماں ہوجائے
ہائے وہ زلف کو بکھرا کے کسی کا کہنا — جس کو ہونا ہے پریشاں وہ پریشاں ہوجائے
جان لینا کہ ہوا ختم اسیر گیسو — آپ سے آپ اگر زلف پریشاں ہوجائے

مکالمہ حضرت امیر المومنینؑ و فرزند رسولؐ حضرت امام حسینؑ

میں ہوں کونین میں شیرازہ بند عالم امکاں — مرے ہاتھوں میں نظم عالم خلاق عادل ہے
ابوطالبؑ کا پیارا مفخرِ اولاد ہاشم ہوں — میں ابن فاطمہ بنت اسد ہوں شیر کا دل ہے

پدر ہیں آپ کے گر شہر یار کشور بطحا — پدر میرا جہاں میں آپ سا سلطان عادل ہے
محمد کا جگر ہے شاہ خیبر گیر کا دل ہے — مری دریا دلی ہم صورت دامان ساحل ہے
اگر ماں آپ کی مسند نشین بزم عفت ہیں — تو صدر محفل تطہیر میری ماں کی منزل ہے
اگر بیت الولادۃ آپ کا مسجود عالم ہے — تو میری ماں کا دامن آپ کے سجدے کے قابل ہے

سوار دوش پیغمبرؐ ہیں بابا آپ بھی لیکن — مرے ہاتھوں میں باگیں بن گئیں زلفیں پیمبرؐ کی

ولی اللہ کے گھر میں دلہن یہ کون آئی ہے — فدا سو جان سے جس پر عروس پارسائی ہے
اگر ہے ساری دنیا مہر اے مخدومۂ عالم — تو وجہ اللہ کا چہرہ تمہاری رونمائی ہے
خدا کے واسطے اس کی خلافت میں نہ شک کرنا — نماز میت ختم الرسل جس نے پڑھائی ہے

ٹھیک اتری قامتِ حسنینؑ پر زرہ رسولؐ — آج تو چھوٹے بڑے دونوں برابر ہو گئے

تو شہا بحر امامت کا وہ گوہر نکلا — انبیا میں بھی نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا
حد ہے بس اے پسر بنت رسول الثقلین — ناقہ بن کر تری ڈیوڑھی سے پیمبرؐ نکلا

جو دل پہ گذرتی ہے گذرتی ہے گذر جائے — ایسا نہ ہو چہرہ مرے قاتل کا اتر جائے
یوں منتظر دید کی پھرتی ہیں نگاہیں — جیسے کوئی دیوانہ اِدھر آئے اُدھر جائے
جس نے کبھی دنیا میں نہ دیکھی ہو کوئی راہ — وہ در سے تمہارے اگر اٹھّے تو کدھر جائے
جو تم پہ مرے وہ رہے تا حشر سلامت — جو غیر پہ دے جان نہ مرتا ہو تو مرجائے
آخری صنعتِ صناع ازل کے شہکار — رکھ دیا ہاتھ سے قدرت نے قلم تیرے بعد

نظم

بروفات حسرت آیات حضرت اعلم العلماء مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ متوفی ۵ / مارچ ۱۹۵۲ء

مطبوعہ اخبار سحاب لکھنؤ مئی ۱۹۵۲ء مصنفۂ مولانا سید علی اظہر عابدی صاحب اظہر سیفی فیض آبادی (مرحوم)

السلام اے صاحب فضل تمام — السلام اے ساکنِ دار السلام
السلام اے مالک جود و سخا — السلام اے سالِک راہ رضا
السلام اے ہادیٔ دینِ مبیں — السلام اے حاکم شرعِ متیں

عاشق وشیدائے شاہ مشرقین — اصل معنوں میں تھا تو ''سبط حسین''
لا نہیں سکتا جہاں تیرا جواب — یادگارِ حضرت غفراں مآبؒ
اعلم دوراں فقیہِ حق شناس — تیرا ہر اک فعل تھا حکمت اساس
تیرے ایثار و کرم کی داستاں — آج ہے احباب کے وردِ زباں
سادگی پر تیری رنگینی نثار — فقر وفاقہ میں بھی شکر کردگار
اس قدر تھا تجھ کو ذوقِ بندگی — گوشۂ عزلت میں کاٹی زندگی
مجتہد، واعظ، محدث اور خطیب — حکمت یوناں کا ماہر اور طبیب
رہبر دیں اور مطیع پنجتنؑ — جس پہ شاہد تیرے کردار حسن
اعلمیّت پیشِ ارباب نظر — تیری ذاتِ خاص میں تھی منحصر
مجتہد کیا مجتہد گر تیری ذات — چشمۂ حق تیری چشم التفات
موت سے تیری بپا کہرام ہے — رونما اک انقلاب عام ہے
علم منطق گنگ حیراں فلسفہ — ہو گیا بے سود علم ہندسہ
کیوں نہ بنیادِ قوافی ہو ضعیف — اٹھ گیا دنیا سے جب اس کا ردیف
اک بیانِ غم معانی و بیاں — بحر عرفاں توٗ نہیں جو درمیاں
اب حدیث و فقہ کے محکم اصول — کون بتلائے گا اے روحِ اصول
علم ہیئت بن گیا تصویر غم — ہو گئی ''تصریح'' خود تفسیر غم
جب نہیں دنیا میں تجھ سا باکمال — غیر پھر کیوں کر نہ ہو حال رجال
عازمِ نحوِ جناں اے خوش سیر — عالم ہستی سے کی صرفِ نظر
عرش سے تا فرش ہے تیری ہی دھوم — ماہر علم رمل، علم نجوم
فضل پر تیرے جہاں مفتون تھا — علم طب میں صاحب قانون تھا
دلنشیں تھا تیرا انداز کلام — تو وہ متکلم تھا اے عالی مقام
غم میں تیرے سینۂ تاریخ شق — اے کتاب دہر کے زرّیں ورق
تیرے سجّادہ کو خالی دیکھ کر — ہو گئی محراب طاعت خم کمر
مسجد و محراب و منبر نوحہ خواں — درد میں ڈوبی موذن کی اذاں
کیوں نہ ہو اظہرؔ زمانہ سوگوار — موتِ عالم جب ہے موتِ روزگار